بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

ہدایات

قاضی حسین احمد

ہمارے نظام جماعت میں ارکان کا کل پاکستان اجتماع بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ ارکان جماعت ہی ہماری جماعت کا مرکز و محور اور اصل طاقت ہیں۔ یہ ہماری پوری افرادی قوت کا مرکزی دائرہ ہے۔ اس کے گرد دوسرا دائرہ کارکنان جماعت اور متفقین اور ممبران کا ہے اور تیسرا دائرہ عامتہ المسلمین کا ہے جن کی تائید حاصل کر کے ہم اپنے ملک میں اور پوری دنیا میں اقامت دین کی جدوجہد کے ذریعے بنیادی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں' اللہ کے بندوں کی حیثیت سے اپنا فرض منصبی ادا کریں اور بالآخر اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

ارکان جماعت کا یہ مرکزی دائرہ اور محور جتنا مضبوط ہوگا' جماعت اتنی ہی مضبوط ہو گی اور اس میں دوسرے اور تیسرے دائرے کے لوگوں کو لے کر چلنے کی صلاحیت اسی نسبت سے زیادہ ہوگی۔ بلاشبہ ارکان ہمارے اس نظام کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن اللہ کا پیغام تمام انسانوں کے لیے ایک ہی ہے یعنی یہ کہ سچے دل سے اللہ کے بندے بن جاؤ اور جو مشن اللہ نے تمھارے سپرد کیا ہے اس میں سرگرم عمل ہو کر اللہ کے اعوان و انصار بن جاؤ۔ اس مشن کو انجام دینا ارکان کی اولین ذمہ داری ہے تاکہ وہ دوسروں کے لیے نمونے اور کشش کا باعث ہوں۔

اس عظیم کام اور اس کے تقاضوں کو سمجھنے اور ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اصل مقصد' طریق کار اور اس کے مطالبات کی تذکیر اور یاد دہانی بار بار کریں۔ قرآن کا اسلوب اور حضور اکرمؐ کا یہی طریقہ رہا ہے۔ جن بنیادی باتوں کی یاد دہانی میں کرا رہا ہوں وہ آپ میں سے کسی کے لیے نئی نہیں ہیں۔ لیکن یہی وہ باتیں ہیں جن کا اعادہ اور تکرار ہمیشہ ہونا چاہیے تاکہ وہ ہر وقت ہمارے سامنے ہوں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم ہر وقت اپنے آپ سے یہ سوال کرتے رہیں کہ میں جماعت اسلامی میں کیوں ہوں؟ میرے سامنے اصل مقصد کیا ہے؟ اس سوال کا واضح اور دوٹوک جواب یہ ہونا چاہیے کہ میں اس لیے جماعت اسلامی میں ہوں کہ میں اپنے اللہ کو راضی کر سکوں‘ میرے پیش نظر آخرت کی کامیابی ہے۔ رب کی رضا کے لیے اعلاے کلمتہ اللہ‘ اقامت دین اور اللہ کی طرف دعوت دینا ہر مسلمان اور رسولؐ اللہ کے ہر امتی کا فرض ہے۔ صرف انفرادی طور پر اس کام کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ یہ کام اجتماعی جدوجہد کا متقاضی ہے۔ جماعت اسلامی اس مقصد کے لیے منظم جدوجہد کر رہی ہے اور میں اس منظم جدوجہد میں بطور رکن جماعت شریک ہو کر اس مقصد کو بخوبی حاصل کر سکتا ہوں۔ جب تک ہم اس مقصد کے لیے مخلصانہ جدوجہد کرتے رہیں گے اور یہ ہر وقت ہمارے پیش نظر رہے گا اس وقت تک ان شاء اللہ ہماری اجتماعی سمت بھی درست رہے گی اور ہم میں سے ہر فرد کی سمت بھی درست رہے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ رکنیت کی بنیادی شرائط بھی ہمارے پیش نظر رہنی چاہییں۔

عہد وفا‘ وفاے عہد

علم‘ پہلی ضرورت: اسلام کا علم ہماری پہلی ضرورت ہے۔ علم ایک جامد چیز نہیں ہے۔ علم مسلمان ہونے کے لیے بھی شرط ہے اور علم ہی انسان کا امتیاز ہے (عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا)۔ علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی‘ حلال و حرام کی تمیز نہیں ہو سکتی اور حق اور باطل کے درمیان فرق کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریمؐ کا ارشاد گرامی ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ‘ علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔ اور فرمایا: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ‘ پنگھوڑے سے لے کر لحد تک علم حاصل کرتے رہو۔ یعنی پوری زندگی طلب علم میں گزارنے کا حکم ہے۔ رکن بننے کے لیے اتنا علم تو لازمی ہے کہ اسلام اور غیر اسلام کا فرق معلوم ہو جائے۔ لیکن کم پر اکتفا کرنا رکن جماعت کے شایان شان نہیں ہے۔ جس نے اپنی پوری زندگی اعلاے کلمتہ اللہ کے لیے وقف کرنے کا حلف اٹھایا اس کی ذمہ داری ہے کہ ہر لمحے اپنے علم میں اضافے کے لیے کوشاں رہے۔

قرآن سے تعلق: ہمارے ارکان جماعت کا فرض ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ خصوصی تعلق رکھیں۔ اس کی تلاوت اور اسے سمجھ کر پڑھنا‘ تفسیر کا مطالعہ اور ہر وقت قرآن ساتھ رکھنا‘ جماعت کے ارکان کی صفت اور شناخت ہونی چاہیے۔ ہمارے بعض ارکان قرآن کریم کو صحیح تلفظ اور تجوید کے ساتھ ناظرہ پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس کا مجھے ذاتی تجربہ ہے۔ یہ امر ارکان جماعت کے لیے افسوس ناک ہے۔ ہمارے تمام ساتھیوں کا فرض ہے کہ عمر کے جس حصے میں بھی ہوں‘ قرآن کریم کو صحیح تجوید کے ساتھ

پڑھنے کی صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے معنی و مفہوم اور پیغام و احکام کو سمجھیں اور قرآن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔ میں آپ سے یقین سے کہتا ہوں کہ جتنا قرآن آپ کی روح میں جذب ہوگا، اتنے ہی آپ اچھے انسان اور متحرک کارکن بن جائیں گے۔ اس طرح خود اپنے لٹریچر اور تمام دستیاب اسلامی لٹریچر کا بار بار مطالعہ ایمان کو تازہ رکھنے، فکر کو بیدار کرنے اور کارزار حیات میں مقابل قوتوں پر علمی تفوق حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔

اللہ کا قرب: فرائض کی ادائیگی اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب رکنیت کی اولین شرائط میں سے ہے۔ یہ تو وہ کم سے کم معیار ہے جس کا اسلامی شریعت ہم سے مطالبہ کرتی ہے۔ کم پر قانع ہو جانا عبادالرحمٰن کا شیوہ نہیں، ان کا شوق اور ان کی کوشش تو رب کے قرب کا حصول اور صبغۃ اللہ میں رنگ جانے کی ہوتی ہے۔ فرائض کی حیثیت تو اس دروازے کی سی ہے جس سے ہم اس نعمت کدے میں داخل ہوتے ہیں۔ تاہم اللہ کے قرب اور اسلام کی چاشنی سے روشناس ہونے کے لیے عبادت میں احسان کی کیفیت پیدا کرنا ضروری ہے، خاص طور پر ان کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ان کو تو سمجھنا چاہیے کہ ان کی قوت کا راز اور دعوت کی راہ میں ان کا سب سے قیمتی اسلحہ یہی احسان کی کیفیت ہے۔ احسان کی کیفیت کی تشریح کرتے ہوئے رسول اللہ نے فرمایا ہے: اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ کہ تو اپنے رب کی ایسی عبادت کرے جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ لیکن اگر یہ کیفیت نہ پیدا ہو سکے تو اتنی تو ضرور ہونی چاہیے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ نماز باجماعت کا اہتمام بھی بہت ضروری ہے۔ یہ عام مسلمانوں کے ساتھ اور دین دار مسلمانوں کے ساتھ رابطے کا بھی ذریعہ ہے اور مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں دل چسپی کی علامت بھی ہے۔

حلقہ احباب کا قیام: آپ جس مسجد میں نماز پڑھیں اس مسجد کے تمام نمازیوں کے ساتھ آپ کے خصوصی تعلقات ہونے چاہییں۔ اس کے لیے ہمارے مرحوم بھائی خرم مراد صاحب نے "حلقہ احباب" کے نام سے ایک طریقہ رائج کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ طریقہ جماعت میں پوری طرح سے رائج نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ ارکان جماعت کے تساہل کے سوا کچھ نہیں ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جماعت کے ارکان فجر کی نماز باقاعدگی سے اپنے محلے کی مسجد میں ادا کریں۔ مسجد کے تمام نمازیوں کے ساتھ بہ تدریج ذاتی روابط قائم کریں، چاہے ان کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت یا مذہبی مکتب فکر سے ہو۔ اس پورے گروہ کو اپنا حلقہ احباب بنالیں اور ان کے گھروں میں بیمار پرسی، شادی اور غمی کے مواقع پر اور دوستانہ تبادلہ خیال کے لیے آنا جانا اپنا معمول بنالیں۔ اس طرح آنے جانے سے محلے بھر میں ایک حلقہ احباب تشکیل پا جائے گا جو دعوت الی الخیر کے لیے انتہائی مفید میدان ثابت ہوگا اور کسی مزاحمت کے بغیر آپ کو اللہ کے دین کے

راستے میں مفید ساتھی مل جائیں گے۔ ضروری نہیں ہے کہ یہ سب لوگ جماعت اسلامی میں شامل ہوں لیکن اچھے ذاتی روابط کے نتیجے میں مشترک مقاصد کے لیے آپ ان سب کا تعاون حاصل کر سکیں گے۔

اجتماع اہل خانہ: ہمارا ایک اور اہم پروگرام اجتماع اہل خانہ ہے۔ یہ بیوی بچوں کی تربیت کی خاطر بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اگر ہفتہ میں کم از کم ایک بار بھی اہل خانہ ایک دعوتی اجتماع کے لیے ایک آدھ گھنٹے کے لیے مل بیٹھیں تو پورے خاندان کی فضا پر بہت مفید اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت جماعت اسلامی میں پورے پورے خاندان' مرد' عورتیں' نوجوان' بچے بچیاں سب شریک ہیں۔ سب کی اپنی الگ الگ تنظیمیں بھی بنی ہوئی ہیں۔ اگر گھر میں بھی دعوت دین کا ماحول پیدا ہو جائے تو یہ ایک مسلم گھرانہ قائم کرنے کے لیے بہت مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اپنی انفرادی تربیت اور مطالعہ قرآن وحدیث کے بعد اپنے خاندان کی تعلیم و تربیت ہمارا سب سے اولین کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں ہمیں اس کی فکر کرنے کا حکم دیا ہے کہ اپنے کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ (قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا)۔ دعوت کی حکمت عملی کے اعتبار سے خاندان کی اصلاح خشت اول کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ درست ہو جائے تو پوری دیوار سیدھی اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور یہ کمزور یا ٹیڑھی رہے تو تا ثریا می رود دیوار کج۔ ہمیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ کام کی تدریج یہ ہے کہ مسلم فرد کی تربیت ہو' مسلم گھرانے کی تعمیر ہو' مسلم معاشرے کی تعمیر ہو' اور مسلم حکومت کے ذریعے سے ان سب کو قوت عطا ہو اور انسانی تہذیب و تمدن خیروصلاح کا گہوارہ بن جائے۔

اہل خانہ سے حسن سلوک: اپنے گھر کو ایک اچھے مسلم گھرانے کا نمونہ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کا سلوک اپنے اہل خانہ کے ساتھ محبت' شفقت اور بے تکلفی کا ہو۔ حضور نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے اچھا ہے۔ ہمارے معاشرے میں جس طرح عورتوں کو مردوں سے کم تر سمجھا جاتا ہے' لڑکے کو لڑکی پر فوقیت دی جاتی ہے' لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کو کم اہمیت دی جاتی ہے' اس کا اسلامی تصور سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ عورت اور مرد حقوق میں برابر ہیں۔ اگرچہ ذمہ داریوں میں دونوں کے درمیان فرق ہے۔ اگر ایک طرف خواتین کو مغربی تہذیب کی یلغار سے محفوظ رکھنا ہمارا فرض ہے تو دوسری طرف یہ بھی ہمارا فرض اولین ہے کہ ہمارے رواجی معاشرے میں عورت کو جس طرح تعلیم' وراثت اور دوسرے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے' ہم اس بے انصافی کے خلاف بھی آواز بلند کریں۔ معاشرے میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حقوق نسواں کے بارے میں شعور اور آگہی پیدا کریں اور جس طرح رواجی پابندیوں کو عین اسلام قرار دیا جاتا ہے' خود اس روش کا شکار ہونے کی بجائے عورت کو پاکستانی معاشرے میں وہی ممتاز اور باعزت مقام دلوانے کی جدوجہد کریں جو ایک خالص

اسلامی معاشرے کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس مقصد کے لیے ارکان اور کارکنان جماعت کو اپنے گھر میں عورتوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت اور ان کے حقوق کا زیادہ لحاظ کرنا چاہیے اور گھر میں ایک ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیے کہ مردوں کے ساتھ عورتیں بھی مکمل طور پر اہم مشوروں میں شامل ہوں۔

ہفتہ وار اجتماع کارکنان: نظام جماعت میں تربیت کارکنان کا ابتدائی اور موثر ذریعہ ہفتہ وار اجتماع کارکنان ہے۔ اس اجتماع کو موثر بنانے کے لیے اور کارکنان کی دل چسپی برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں تنوع ہو۔ یہ ایک زندہ اور بیدار اجتماع ہو۔ اس کے لیے تیاری کریں۔ محنت کر کے اپنے ساتھیوں کو فکری اور روحانی غذا فراہم کریں۔ ہر اجتماع کے بعد وہ محسوس کریں کہ وہ اس سے کچھ لے کر اٹھ رہے ہیں۔ محض نشستند و گفتند و برخاستند کی کیفیت نہ ہو۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب ناظم اور دوسرے ذمہ دار ہر اجتماع کو مفید بنانے کے لیے شعوری کوشش کریں اور محض روا روی میں یہ کام انجام نہ دیا جائے۔ اس اجتماع میں کارکنان کو ہفتہ بھر کے لیے انفرادی اور اجتماعی کام دیا جائے، ہفتہ وار کارکردگی کا جائزہ لیا جائے، اردگرد کے ماحول میں امربالمعروف اور نہی عن المنکر کے کام کا جائزہ لیا جائے، گھر گھر دعوت پہنچانے کے لیے منصوبہ بندی کی جائے، اور ہر کارکن کے ذمے متعین کام لگا دیا جائے۔ ایک عام ممبر یا متفق کارکن بنانے کا طریقہ یہی ہے کہ اس کے ذمے متعین کام لگا کر اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو جماعت اسلامی کا ذمہ دار کارکن سمجھنے لگتا ہے۔

دعوت الی اللہ: ہمارا اصل کام اللہ کی طرف بلانا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (یوسف ۱۲:۱۰۸) ”آپ کہہ دیجیے (اے نبی) میرا راستہ تو یہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور میرے ساتھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہے ہیں اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے“۔ چنانچہ اس ملک کے ایک ایک فرد تک پہنچنا اور انھیں اللہ کی طرف بلانے کا حق ادا کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اگر ہم اپنی برادر تنظیموں کے کارکنوں کے ساتھ مل کر ایک منصوبے کے تحت پورے شوق سے اس کام کو کرنے کا تہیہ کرلیں تو اللہ کے فضل سے اب ہماری تعداد اتنی ہے کہ ہم ایک دو سال میں ہر گھر اور ہر فرد تک پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم کولھو کے بیل کی طرح ایک محدود دائرے کے اندر ہی گردش نہ کرتے رہیں بلکہ اپنے خول سے باہر نکل کر ہر ایک کے ساتھ رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ کا حکم تو آپ کے لیے یہ ہے کہ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، اور ہمارا عالم یہ ہے کہ ہم اپنے ہی حلقے میں سارا وقت گزار کر خوش ہو لیتے ہیں کہ بہت کام کرلیا۔ اصل کام تو اپنے حلقے سے باہر نکلنا، دوسروں تک پہنچنا، ان کی سننا اور ان کو اپنی بات سنانا اور انھیں اپنی دعوت میں جذب کرنے کی

کوشش کرنا ہے۔ بلاشبہ موثر انفرادی رابطہ ابلاغ کا سب سے کامیاب ذریعہ ہے۔ اس کے لیے آپ متنوع طریقے اختیار کر سکتے ہیں:

- براہ راست دعوت کے لیے کسی کے ساتھ ملاقات کرنے کے لیے اس کے دفتر یا گھر جانا۔
- بچے یا بچی کی تعلیم کے سلسلے میں گفتگو کرنے کے لیے ملاقات کرنا۔ اگر آپ بیٹھک اسکول یا مسجد مکتب قائم کر لیں تو یہ بچوں کے علاوہ ان کے سرپرستوں تک دعوت پہنچانے کا موثر ذریعہ بن سکتا ہے۔
- بیمار پرسی' مزاج پرسی' تعزیت' مبارک باد وغیرہ کے لیے جانا۔
- خدمت کا کام منظم کر کے' بیماروں کے علاج میں مدد اور رہنمائی' گیس' بجلی کا بل ادا کرنے کی خدمت کی پیش کش' پولیس اسٹیشن اور سرکاری دفاتر میں مدد۔ اس کے لیے آپ مختلف اداروں میں موجود جماعت کے ہم خیال لوگوں سے رابطہ پیدا کریں۔
- عام طور پر لوگوں کو ظلم اور غنڈہ گردی کے مقابلے میں تحفظ فراہم کرنا۔ اس کے لیے نوجوان کارکنوں کو منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام شباب ملی' اسلامی جمعیت طلبہ' جمعیت طلبہ عربیہ اور حزب المجاہدین سے مل کر کیا جا سکتا ہے۔ یہ معاشرے کی ایک اہم ضرورت ہے اور اگر جماعت اسلامی کے ارکان اور کارکنان توجہ دیں تو سارا کام اس وقت تھوڑی سی کوشش اور توجہ کے نتیجے میں منظم ہو سکتا ہے۔

مسجد مکتب اسکیم: مسجد مکتب کے قیام کا ایک چھوٹا سا تجربہ ہمارے چند کارکنوں نے خود منصورہ کے آس پاس کی کچی آبادیوں میں کیا۔ جب مسجد مکتب کے اساتذہ کی پہلی تربیت گاہ شروع ہوئی تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ مسجد مکتب کے قیام کا عملی تجربہ کیا جائے۔ چند کارکنوں کو یہ کام سونپا گیا کہ وہ آس پاس کی بستیوں میں دیکھیں جو بچے بچیاں تعلیم کی نعمت سے محروم ہیں' گلی کوچوں میں آوارہ بھٹک رہے ہیں' شفقت سے محروم ہیں' غربت اور ناداری کی وجہ سے یا معاشرے کی عدم توجہی کے باعث یونہی خاک میں رل رہے ہیں' ان کو تلاش کریں اور ان کے والدین سے درخواست کریں کہ ایک دو گھنٹے کے لیے بچے یا بچی کو منصورہ کی جامع مسجد میں بھیج دیں۔ اس طرح سے دو چار روز میں ۶۰'۷۰ بچے بچیاں جمع ہو گئیں۔ ان بچوں کو پیار محبت سے دو چار دنوں میں بسم اللہ' کلمہ طیبہ' سلام' وضو اور نماز وغیرہ سکھایا گیا اور جب چند روز بعد کارکنان ان کے گھروں میں گئے تو چند بچوں کی مائیں فرط جذبات سے رو پڑیں کہ ان کے بچوں کو پیار محبت ملا ہے اور اب ان کے دل مسجد کے ساتھ اٹکے ہوئے ہیں۔ چند روز کے اندر ہم نے یہ تبدیلی بھی دیکھی کہ بچوں کی طرف ان کی مائیں بھی توجہ دینے لگی ہیں۔ انھیں نہلا دھلا کر مسجد میں

بھیجتی ہیں۔ ان کے کپڑے اُجلے ہوتے ہیں اور ان کے اندر صفائی اور نظافت کی حس بیدار ہوگئی ہے۔ معاشرے کے غریب اور پسماندہ طبقات کی خدمت کرنے اور ان تک رسائی حاصل کرنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ ارکان و کارکنان سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنے ماحول میں اس طرح کے ایک مسجد مکتب کی بنیاد ڈال دیں۔ اس پر خرچ کچھ بھی نہیں آتا۔ اگر آپ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے' لکھنا پڑھنا سکھانے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آداب شہریت سکھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور مقامی مسجد کی کمیٹی اور امام و خطیب کا تعاون حاصل کرسکتے ہیں تو معاشرے کی اس سے زیادہ بہتر خدمت کوئی نہیں ہے کہ آپ غریب اور بے سہارا بچوں کو محبت اور شفقت کے ساتھ علم کی روشنی سے فیض یاب کردیں۔ اس طرح آپ غریب کی کٹیا کو علم کی شمع سے منور کرسکتے ہیں۔

بیٹھک اسکول: اسی نوعیت کا کام ہماری خواتین بیٹھک اسکول کے ذریعے کر رہی ہیں۔ کراچی اور لاہور کی پس ماندہ آبادیوں میں' کئی ہزار بچے اور بچیاں ان اسکولوں سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ابتدائی تعلیم کا نصاب اس طرح کروایا جا رہا ہے کہ ذہن کا فہم اور شہری شعور بھی پیدا ہو۔ اس ذریعے ان بچوں کے خاندانوں میں دعوت کے راستے کھلے ہیں۔ ہماری خواتین نے اپنی گھریلو اور دیگر مصروفیات کے باوجود اس کام کو بڑی توجہ اور محنت سے منظم کیا ہے' یقیناً اللہ ہی انھیں اجر دینے والا ہے۔ یہ اُن بچوں کی تعلیم دینے اور پاکستان کا باوقار شہری بنانے کا کام ہے جن کے والدین فیس ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اگر معاشرے کے باوسائل افراد اپنے اپنے محلوں میں خواتین کے ساتھ تعاون کریں تو اس کام میں وسعت کی بڑی گنجایش ہے۔

ہمارا مقصود' رضائے الٰہی: خدمت خلق اور رابطہ عوام کا یہ سارا کام کرتے وقت ایک لمحے کے لیے بھی یہ امر ذہن سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے کہ ہمارا مقصد حقیقی اللہ کی رضا ہے۔ یہ مقصد حقیقی ہر وقت مستحضر ہوگا تو پوری زندگی سراسر عبادت بن جائے گی۔ ساری بھاگ دوڑ اللہ کے راستے میں شمار ہوگی اور فلاح اخروی کا موجب بنے گی۔ خدانخواستہ اگر یہ مقصد حقیقی نظر سے اوجھل ہو جائے یا بالکل ہی پس منظر میں چلا جائے تو یہ بھاگ دوڑ منفی اثرات مرتب کرے گی۔ جماعت کے بارے میں جو لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ اس پر سیاست غالب آگئی ہے' اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ ایسے کارکنوں کو دیکھتے ہیں کہ جلسہ' جلوس' تھانہ کچہری' احتجاج اور ہنگاموں میں تو بڑی تیزی دکھاتے ہیں لیکن نماز' ذکر' تلاوت قرآن میں وہ شوق اور جذبہ نظر نہیں آتا جو اللہ والوں میں نظر آنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر تمام اعمال کا مقصود حقیقی واقعتاً اللہ کی رضا ہو اور یہ مقصد ہر وقت مستحضر بھی ہو' تو ساری سیاسی جدوجہد اور خدمت خلق کی بھاگ دوڑ کے نتیجے میں اللہ کے ساتھ تعلق مزید مضبوط ہوتا ہے اور شخصیت پر وہی اثرات مرتب ہوتے

ہیں جو نماز، روزے اور ذکر کے نتیجے میں ہوتے ہیں۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اگر توجہ اللہ کی طرف ہو اور نیت خالص ہو تو بڑے بڑے سیاسی معرکے اللہ کے قرب اور دل کی نرمی اور گداز کا ذریعہ بنتے ہیں۔ نمازوں میں زیادہ لطف محسوس ہوتا ہے اور دل ہر وقت شکروسپاس اور اللہ کی کبریائی کے اثرات کے تحت مطمئن رہتا ہے۔ زندگی کو سیاسی اور غیر سیاسی یا دینی و دنیاوی میں تقسیم کرنا دین اسلام کی حقیقت کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ البتہ دنیا کے امور کو سرانجام دیتے وقت اللہ کے ذکر سے غافل ہو جانا انسان کو بھٹکا دیتا ہے۔ اس لیے یہ مسنون دعا ہر وقت کرتے رہنا چاہیے:

> فَلَا تَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اے ہمارے رب ہمیں آنکھ کی جھپک کے مانند بھی اپنے نفس کے حوالے نہ کیجیے اور ہمارے تمام کاموں کی اصلاح کیجیے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

باہمی تعلقات: مل جل کر دین کا کام کرنے کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بستہ ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف ۶۱:۴) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ ہو کر جنگ لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ جو لوگ خالصتاً اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ (الانفال ۸:۶۳) اگر زمین کی ساری دولت آپ خرچ کر دیتے تب بھی آپ ان کے دلوں کو آپس میں نہیں جوڑ سکتے تھے لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا ہے۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

آپس میں محبت بڑھانے کے لیے قرآن کریم کا حکم ہے کہ سلام کا جواب بہتر انداز میں دیا جائے۔ یعنی اگر کوئی کہے کہ السلام علیکم، تو آپ کہیں: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ۔ اگر کوئی کہے کہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ تو آپ کہیں: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اسی طرح بہتر جواب دینے کا انداز یہ ہے کہ زیادہ گرم جوشی اور زیادہ خندہ پیشانی سے جواب دے کر استقبال کیا جائے۔ اگر چہرے کے اوپر ملال اور بے اعتنائی کی کیفیت ہو یا جواب بالکل ہی زیرلب دیا جائے تو یہ محبت بڑھانے کے بجائے ناراضی پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ قرآن کریم کا حکم ہے: وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا (النساء ۴:۸۶) "اور جب تمھیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر جواب دو یا کم از کم اتنا تو ضرور دو"۔

اجتماعی زندگی کے آداب میں ایک دوسرے کا احترام بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بات صرف سلام تک

محدود نہیں' یہ تو انسانی تعلقات کے آغاز اور ہماری تربیت کے لیے ہے' ہمارے تو تمام معاملات اس اصول پر مرتب ہونے چاہییں کہ خوب سے خوب تر کی طرف پیش قدمی ہمارا طریقہ ہو۔ برائی کو بھی بھلائی سے بدلیں (اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ) اور حسن کے جواب میں احسن اور مزید بہتر راستہ اختیار کریں' پھر دیکھیے راستے کس طرح کھلتے ہیں اور قرآن کی یہ بشارت پوری ہوتی ہے کہ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (حٰم السجدہ ۴۱:۳۴) تم دیکھو گے کہ تمھارے ساتھ جس کو عداوت پڑی ہوئی تھی وہ تمھارا جگری دوست بن گیا ہے۔

بعض ساتھی زیادہ بے تکلفی میں ایک دوسرے کے احترام کے ظاہری مظاہر کو ترک کر دیتے ہیں یا درشت اور سخت رویے کو بے تکلفی کا مظہر سمجھنے لگتے ہیں۔ اس طرح کا طرز عمل بالآخر تعلقات میں سرد مہری اور تلخی پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ بے تکلفی کے ساتھ ساتھ آداب مجلس کا لحاظ رکھنا' خندہ پیشانی سے ملنا' محبت کا اظہار کرنا' مصافحہ کرنا' اور اگر زیادہ طویل مدت کے بعد بے تکلف دوست مل جائے تو معانقہ کرنا محبت بڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔ چھوٹے موٹے تحائف اور ہدایا کا تبادلہ بھی اس کا ایک ذریعہ ہے۔ ایک دوسرے کا استقبال کرنا' بڑھ کر خوش آمدید کہنا' دوسرے کو کرسی پیش کرنا' پھول کا تحفہ پیش کرنا' ٹیک لگانے کے لیے تکیہ دینا اور اس طرح کے چھوٹے چھوٹے انداز محبت' انکساری اور ملنساری کی علامتیں ہیں۔ خود بھی ان کو اپنانا چاہیے اور بچوں کو بھی سکھانا چاہیے۔

ستر پوشی مومن کی صفات میں سے ایک اہم صفت ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے بھائی کے ستر کو چھپایا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے ستر کو چھپائے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ کو اپنے بھائی کا ایک عیب نظر آگیا' آپ پر اس کی کوئی کمزوری ظاہر ہو گئی تو آپ اس کا اعلان کرنے اور لوگوں کو اس سے باخبر کرنے کی بجائے اسے چھپا دیں تو یہ اللہ کے ہاں اجر کا باعث ہو گا۔

اسی طرح تجسس اور غیبت سے منع کیا گیا ہے۔ غیبت یہ ہے کہ آپ کے بھائی میں کوئی عیب موجود ہے اور آپ اس کی غیر موجودگی میں دوسروں کے سامنے اس کا ذکر کریں۔ اگر وہ عیب سرے سے موجود ہی نہیں ہے' تو یہ بہتان ہے جو زیادہ سنگین جرم ہے۔

ان احکام کی روشنی میں جب آپ احتساب کی جماعتی روایت دیکھیں گے تو اس کی حدود آپ کی سمجھ میں خود بخود آجائیں گی۔ اسی لیے مسلمان کو مسلمان کا آئینہ کہا گیا ہے کہ آئینہ صرف اپنے سامنے والے کو بتاتا ہے کہ وہ کیسا ہے' اس میں کیا خوبی اور کیا نقص ہے' اور بڑھا چڑھا کر بتانے کی بجائے اتنا ہی بتاتا ہے جتنا کہ حقیقت ہے۔ اس کی تشہیر بھی نہیں کرتا۔ غیبت نہیں کرتا بلکہ خاموشی سے بتا دیتا ہے۔

احتساب وہی مفید ہے جس کے پیچھے محبت کا جذبہ کارفرما ہو۔ اگر اس کے پیچھے حسد' بغض یا چغلی اور

بدخواہی ہوگی تو وہ جماعت کے لیے مضر اور باہمی تعلقات کو خراب کرنے کا موجب ہوگا۔ ایسے احتساب سے گریز کرنا چاہیے جو جماعت میں محبت کی بجائے بددلی پیدا کرنے کا سبب بنے۔

مؤثر تنظیم کے تقاضے

خوے دل نوازی: باہمی اچھے تعلقات اور محبت کے ساتھ ساتھ عوام الناس سے بھی محبت کا برتاؤ دعوت کو عام کرنے کے لیے بنیادی وسیلہ ہے۔ مومن کی نشانیوں میں ایک نشانی حضور نبی کریمؐ نے یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ خندہ رو ہوتا ہے اور کھلی پیشانی سے ملتا ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا: تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ لَكَ (ترمذی) تیرے بھائی کے لیے تیرا مسکراتا ہوا چہرہ صدقہ ہے۔

ایک مسجد میں عام اجتماع کے موقع پر جب جماعت کے ایک بزرگ ساتھی نے میری موجودگی میں جماعت کے کارکنوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی یہ خصلت اللہ کو بہت پسند ہے کہ آپ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو اجتماع میں موجود ایک عام آدمی نے اٹھ کر مجمع کے سامنے مجھ سے کہا کہ قاضی صاحب! اپنے ساتھیوں سے کہہ دیں کہ آپس میں محبت کے علاوہ عام مسلمانوں سے بھی محبت کیا کریں۔ میں نے نکتہ اٹھانے والے اس شخص سے اتفاق کیا۔ کارکنان جماعت سے میری یہی استدعا ہے کہ عام لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کریں۔ قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے: قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ ۲:۸۳) "لوگوں سے اچھی بات کرو"۔ قول حسن وہی گفتگو اور بات ہے جو سچی بھی ہو' پیاری بھی ہو اور خندہ پیشانی سے کی جائے' جس سے دوسرے کے دل میں خوشی کے احساسات پیدا ہوں۔ یہ حکم عام ہے مسلمان ہو یا غیر مسلم' ہر انسان سے ہمارا رویہ بلند اخلاق کے شایان شان ہو۔ حضور نبی کریمؐ کو اللہ نے فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم ۶۸:۴) "اور (اے نبیؐ) آپ بلاشبہ اخلاق کے بلند ترین مقام پر ہیں"۔ حضور نبی کریمؐ کے امتیوں میں بھی ان کے بلند اخلاق کا پرتو نظر آنا چاہیے۔

تنظیم کے ساتھ منسلک افراد کے آپس کے تعلقات اور باہمی محبت اور احترام کا دارومدار سب سے بڑھ کر مقامی ناظم یا مقامی امیر کی شخصیت اور رویے پر ہے۔ اگر ناظم یا امیر تنظیم کے ساتھ ساتھ کارکنان کے باہمی تعلقات کا خیال رکھے' خود نرم خو ہو' کارکنان کی تربیت پر بھی توجہ دے' صرف سمع و اطاعت کا تقاضا نہ کرے بلکہ کارکنان کو مشورے میں شامل رکھے اور ان کے گھریلو اور ذاتی معاملات میں بھی دل چسپی لے' ان کے حالات سے اپنے آپ کو باخبر رکھے' کارکنان کو بھی تلقین کرے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ احسان اور محبت کا برتاؤ رکھیں تو پوری جماعت ایک مربوط ٹیم کے طور پر مل کر چلتی ہے۔ قرآن کریم کا حکم ہے: وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ (البقرہ ۲:۲۳۷) "آپس میں احسان اور مروت کے سلوک کو مت بھولو"۔

اللہ نے اپنے نبیؐ سے فرمایا: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (اٰل عمرٰن ۳:۱۵۹) "پس اللہ کی رحمت سے آپ ان کے لیے نرم بنا دیے گئے ہیں اگر آپ سخت خو اور دل کے سخت ہوتے تو یہ آپ سے چھٹ جاتے"۔ اس لیے نظام جماعت میں جہاں سمع و طاعت کی اہمیت بنیادی ہے وہاں مشاورت، باہمی تعاون اور محبت کی حیثیت بھی مسلمہ ہے۔

حسن ظن: اس وقت جماعت اسلامی کی کھیتی اللہ کے فضل سے بہار دکھلا رہی ہے۔ اس سے جہاں کاشت کار کو خوشی اور مسرت ہوتی ہے وہاں مخالفین حسد اور بغض کا شکار ہیں۔ حسد اور بغض میں طرح طرح کی جھوٹی افواہیں پھیلانا، بے بنیاد الزامات عائد کرنا اور بدگمانیاں پیدا کرنا مخالفین کا عام طریق کار ہے۔ اس سے خود حضور نبی کریمؐ کو بھی سابقہ پیش آیا ہے۔ ایک اصلاحی تحریک کے لیے اس طرح کے مخالفانہ پروپیگنڈے کا مقابلہ کرنے کے لیے بہترین ہتھیار آپس میں حسن ظن ہے۔ بدگمانی سے بچنا مومن کا فرض ہے۔ اس سلسلے میں اخبارات کی خبروں اور تبصروں سے بھی خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ ایسے تمام معاملات کی تحقیق کے لیے نظم بالا کے ساتھ ہر وقت کے رابطے کی ضرورت ہے۔

ہدایت ربانی ہے: اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات ۴۹:۱۲) "بدگمانیاں کرنے سے بچو بعض اوقات محض گمان کرنے سے بھی گناہ لازم ہو جاتا ہے"۔ قرآن کریم کا حکم ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (الحجرات ۴۹:۶) "اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق کوئی خبر لے کر تمھارے پاس آئے تو تحقیق کر لیا کرو"۔ اخباری خبر کارکنان جماعت کے لیے کافی نہیں ہے جب تک کہ نظم جماعت سے اس کی تحقیق نہ کر لیں۔ چاہے وہ خبر کسی اپنے ہم خیال اخبار ہی کی کیوں نہ ہو۔

توسیع دعوت: کچھ عرصہ پہلے ہم نے جو ممبر سازی کی تھی اور رابطہ کمیٹیاں بنائی تھیں وہ جماعت کی توسیع دعوت میں بہت ممد اور معاون ثابت ہوئی ہیں۔ اس کام سے غافل نہیں ہو جانا چاہیے۔ ممبر سازی اور رابطہ کمیٹیوں کی تشکیل کا کام مسلسل جاری رہنا چاہیے اور ان کے ساتھ ارکان جماعت اور ذمہ داران جماعت کو مستقل رابطہ رکھنے کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔ عوام الناس تک دعوت پہنچانے اور جھوٹے مخالفانہ پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کا سب سے موثر ذریعہ یہی رابطہ کمیٹیاں ہیں۔

انتخابی حکمت عملی

ووٹر تک رسائی: جماعت اسلامی اپنی تنظیمی قوت کے باوجود قومی سطح پر الیکشن میں کبھی اچھی کارکردگی نہیں دکھا سکی۔ ہمیں اپنی اس کمی کو دور کرنا ہے۔ اس کا صحیح طریقہ کار ایک ایک ووٹر تک پہنچنا ہے۔ ووٹر لسٹوں کی تصحیح میں دل چسپی لینا اور اپنے تمام ووٹروں کے ووٹوں کے اندراج اور صحت کے

بارے میں یقین حاصل کرنا ہر کارکن کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ یہ کام ایک منصوبے کے مطابق کرنے کی ضرورت ہے اور فوری طور پر مقامی ناظمین اور مقامی امرا کو اس کی فکر کرنی چاہیے۔

اگر ووٹروں سے جماعت کے امیدوار کو ووٹ دینے کا کوئی عہد بروقت لیا جا سکے تو یہ مستحسن ہے۔ صرف دعوت دے کر ہی ایک آدمی کو نہیں چھوڑ دینا چاہیے بلکہ اسے زیادہ سے زیادہ قریب لانے اور کم از کم ووٹ کی حد تک ساتھی بنانے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ محض ایک بار مل لینا یا کوئی فارم پُر کرا لینا کافی نہیں، کوشش کریں کہ جن حضرات سے آپ کا ربط قائم ہوا ہے ان سے بار بار ملیں، ان کا اعتماد حاصل کریں، ان کے دکھ درد میں شریک ہوں، ان کے مسائل و مصائب سے باخبر رہیں اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح وہ آپ سے اور آپ کی جماعت سے پیوستہ ہو جائیں گے۔ اپنا ووٹ بینک بڑھانا، اس وقت ہمارے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم جہاں ایک ایک ووٹر سے ملیں، وہاں برادریوں کے ان سربراہان سے بھی میل جول بڑھائیں جو عموماً دیہات کی سطح پر ووٹروں کو کنٹرول کرتے ہیں۔

متبادل قیادت: ہمیں پوری دیانت داری کے ساتھ اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم ملک کے تمام طبقات تک دعوت پہنچانے کا پورا حق ادا نہیں کر سکے ہیں۔ مولانا مودودی نے اپنی ابتدائی تحریروں میں ایک رکن جماعت کا جو تصوراتی خاکہ پیش کیا تھا اس کے مطابق وہ اپنے ماحول کا مرجع و ماویٰ ہوگا۔ مظلوم اس کی طرف امید کی نظروں سے دیکھے گا۔ وہ شاہد عادل ہوگا اور ایک شفیق اور مہربان محبت کرنے والے فرد کی حیثیت سے اپنے علاقے کا لیڈر ہوگا۔

ہمیں اعتراف کرنا چاہیے کہ ہمارے ارکان، الا ماشاء اللہ، عملاً اس تصوراتی خاکے کی مثال بننے میں ناکام رہے ہیں۔ اس بحث میں پڑے بغیر کہ پرانے ارکان زیادہ معیاری تھے یا نئے ارکان کی رکنیت کے معیار میں کمی آگئی ہے، یا ہمیشہ ہی کمی محسوس کی جاتی رہی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی کمی پوری کرنے کی طرف توجہ دیں اور اس اعلیٰ کردار اور اخلاق اور عوامی خدمت کا نمونہ بننے کی کوشش کریں جو مقامی سطح پر قیادت کے بحران کو حل کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ قومی سطح پر ایک اچھی قیادت اس وقت مل سکتی ہے جب کہ مقامی سطح پر لوگوں کو اچھی قیادت میسر ہو۔

برادر تنظیموں سے رابطہ: جماعت اسلامی اپنی برادر تنظیموں کے ساتھ مل کر ایک ایسی ہمہ گیر تحریک ہے کہ ملک کے ہر طبقے میں اس کی کوئی نہ کوئی شاخ موجود ہے۔ اس پوری تحریک کو متحرک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ برادر تنظیموں کے ساتھ مقامی اور ضلعی امیر کی سطح پر موثر رابطہ ہو۔ مہینے میں کم از کم ایک اجلاس ہو جس میں ضلعی، مقامی امرا اور برادر تنظیموں کے ذمہ داران شرکت کریں اور تحریک

کے مشترک منصوبوں پر عمل درآمد کے لیے مربوط منصوبہ بنائیں۔

خواتین کا کردار

بچوں اور خواتین کے کام کی نگرانی کرنا اور ان کے ساتھ تعاون کرنا بھی جماعت کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

خواتین کے دائرے میں کام کو غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔ شروع ہی سے جماعت میں اسے اہمیت حاصل رہی ہے اور علیحدہ نظم کے تحت کام جاری رہا ہے۔ گذشتہ چند برسوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور ہماری خواتین کی محنت' قربانی اور توجہ سے کام میں ہر سطح پر غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ کچھ لوگ گھر میں بیٹھنے کی تعبیر یہ کرتے ہیں کہ دین کے کام کے لیے بھی باہر نہ نکلیں۔ لیکن جب خواتین روز مرہ کاموں کے لیے اور حصول علم کے لیے مختلف ذمہ داریاں ادا کر رہی ہیں تو دین کے محاذ پر جہاں مخالفین نے خواتین کو خصوصی ہدف بنا رکھا ہے' وہ کس طرح خاموش رہیں اور کیوں رہیں!

خواتین نے کام کے مختلف راستے نکالے ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ مرد کارکنوں کو چاہیے کہ وہ ہر سطح پر ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ہر ممکن حد تک ان کی مدد اور اعانت کریں۔ گھروں میں بچوں کو' لڑکوں اور لڑکیوں کو جو دین کی راہ پر آگے بڑھ رہے ہوں' والدین کی جانب سے سرپرستی اور حوصلہ افزائی ملنا چاہیے۔ جو دین کی راہ میں آگے بڑھتے ہیں' وہ دنیوی کیریر کے لحاظ سے بھی نقصان میں نہیں رہتے۔ ہمارے بڑوں کو بچوں کو دین کی راہ پر شعوری طور پر آگے بڑھانا چاہیے اور اس کے لیے تدابیر اختیار کرنا چاہییں۔

فریضہ اقامت دین: چند عملی پہلو

اختلافی مسائل میں اعتدال کی روش: ہمارے کام کو آگے بڑھانے اور عوام الناس میں اسے تعارف کرانے کا ایک اہم ذریعہ مساجد ہیں۔ کوئی بھی دینی تحریک مساجد کو مرکز بنائے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس غرض کے لیے علماے کرام سے بلاتفریق مسلک باہمی احترام اور تعاون کا تعلق پیدا کرنے کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ یہ کام انتہائی صبر اور حوصلے سے کرنے کا ہے۔ جماعت اسلامی کی پالیسی ایک عرصہ سے یہی ہے کہ ہر مسلک کے علما کا احترام کیا جائے اور اگر ان کی طرف سے کوئی شکایت پیدا ہو تو افہام و تفہیم اور باہمی رابطے کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہمیں علماے کرام کے کسی بھی گروہ کے خلاف محاذ آرائی سے ہر قیمت پر بچنا چاہیے۔ اس لیے کہ ہم تو اٹھے ہی دلوں کو جوڑنے اور امت کو ایک بنیان مرصوص بنانے کے لیے ہیں۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

جماعت کے ارکان اور کارکنان کو فروعی مسائل میں سخت موقف اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور فروعی مسائل میں عموماً جمہور کی رائے کا احترام کرنا چاہیے۔ اگرچہ خود ذاتی طور پر ہر رکن جماعت کو اپنے مسلک کے مطابق رائے رکھنے اور عمل کرنے کی آزادی ہے۔

کمزوریوں اور خامیوں پر نظر رکھنا: دعوت الی اللہ کا تقاضا ہے کہ کارکنان جماعت اپنی کمزوریوں پر نظر رکھیں اور کسی طرح کی بڑائی، گھمنڈ، خود پسندی اور احساس تفاخر میں مبتلا نہ ہوں۔ دوسروں کو یہ احساس دلانا کہ وہ کم تر ہیں اور آپ ہدایت یافتہ ہیں یا اخلاقی اور دینی لحاظ سے کسی برتر مقام پر فائز ہیں داعی الی اللہ کے شایان شان نہیں ہے۔ اللہ کا حکم ہے: فَلاَ تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ (النجم ۵۳:۳۲) "اپنی پاکیزگی کے گھمنڈ میں مبتلا مت ہو"۔ عجز و انکسار دانا لوگوں کا شیوہ ہے: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنے والوں کے لیے حضور نبی کریمؐ کی نو باتوں والی حدیث مشعل راہ ہے:

اَمَرَ رَبِّیْ بِتِسْعٍ - خَشْيَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلاَنِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَا وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَاَعْفُوَ مَنْ ظَلَمَنِیْ وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَاَنْ يَّكُوْنَ صَمْتِیْ فِكْرًا وَنُطْقِیْ ذِكْرًا وَنَظَرِیْ عِبْرَةً

میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے، کھلے اور چھپے اللہ سے ڈروں، غصے اور رضامندی دونوں حالتوں میں انصاف کی بات کہوں اور فراخ دستی میں میانہ روی اختیار کروں۔ جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں، جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کروں، جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں۔ میری خاموشی فکرمندی کی خاموشی ہو، میری بات اللہ کے ذکر کی بات ہو، میری نظر عبرت کی نظر ہو۔

اور اس کے بعد حضور نبی کریمؐ نے فرمایا: وَاٰنْ اٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْهٰی عَنِ الْمُنْكَرِ، اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنے والے جماعت اسلامی کے کارکنوں کے لیے حضور نبی کریمؐ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ اس حدیث نے دعوت دین دینے والوں کے لیے ایک بلند معیار اخلاق کی نشان دہی کر دی ہے۔ عوام و خواص سے رابطہ پیدا کرنے کے لیے داعی کا فرض ہے کہ وہ حسن خلق کے بلند نمونے پر ہو۔ خندہ پیشانی اور گرم جوشی سے ملنا حسن اخلاق کا بنیادی تقاضا ہے۔ کسی کی شخصیت کے بارے میں پہلا تاثر اس کے ساتھ پہلی ملاقات اور اس کے ملنے کے انداز سے قائم ہوتا ہے۔

عمومی رویہ: جماعت اسلامی کے ذمہ داران اور ارکان کے رویے کے بارے میں ایک عمومی

شکایت یہ کی جاتی ہے کہ ان کا مزاج مجلسی نہیں بلکہ دفتری ہے۔ اس شکایت میں کسی حد تک صداقت پائی جاتی ہے۔ دفاتر میں عام طور پر ذمہ داران دفتری کاموں میں الجھے ہوئے ہوتے ہیں اور آنے جانے والوں کی طرف زیادہ متوجہ نہیں ہوتے حالانکہ دفتر میں بیٹھنے کا اصل مقصد رابطہ عوام اور رابطہ کارکنان ہے۔ دفتر میں بیٹھ کر فائلوں میں گم ہو جانا کہ آنے جانے والوں کی طرف کوئی دھیان ہی نہ ہو، تعلقات میں نقصان کا باعث بنتا ہے۔ سنجیدہ مطالعے یا سنجیدہ لکھنے پڑھنے کا کام کرنا ہو تو الگ تھلگ جگہ میں بیٹھنا چاہیے۔ اگر آپ کسی جگہ میں بیٹھے ہوئے ہیں جہاں لوگوں کا عام آنا جانا ہے تو خندہ پیشانی سے لوگوں کا استقبال کرنا، سلام کا محبت کے ساتھ جواب دینا، گرم جوشی سے مصافحہ یا معانقہ کرنا آپ کا فرض ہے۔ آنے والے کو یہ تاثر دینا ضروری ہے کہ آپ کو اس سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔ آپ اسے بوجھ نہیں سمجھتے اور نہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کے کام میں مخل ہوا ہے۔ جماعت اسلامی کے دفاتر میں بیٹھنے والوں کا بہت اہم کام یہی ہے کہ وہ عوام اور کارکنان کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ عوام ان کی طرف اپنے مسائل کے حل کے لیے رجوع کریں، وہاں سے تسلی، رہنمائی اور امداد حاصل کریں۔ اگر آپ ان کی اور کوئی مدد نہ بھی کر سکیں لیکن انھیں صرف اتنا احساس ہی دلا دیں کہ آپ کو ان سے محبت ہے، آپ نے ان کے کام میں دل چسپی لی ہے، آپ ان کے ہمدرد ہیں، آپ دل سے ان کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو اکثر لوگ بڑی حد تک مطمئن ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا رویہ اس کے برعکس ہو تو بسا اوقات آپ لوگوں کا کام بھی کر لیتے ہیں لیکن رویے کی خشکی کی وجہ سے ان کو ناراض کر لیتے ہیں۔

برتری کا احساس: جماعت کے ارکان سے ایک عمومی شکایت یہ بھی ہے کہ یہ اپنے آپ کو بہت ہدایت یافتہ اور بہتر مسلمان سمجھتے ہیں اور عام مسلمانوں کو دین کے لحاظ سے کم تر اور راستے سے بھٹکا ہوا سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگ جماعت کے بارے میں اس تاثر کا شکار ہیں کہ یہ اپنے آپ ہی کو صحیح مسلمان سمجھتے ہیں۔ کچھ مخالفین جان بوجھ کر بھی یہ تاثر پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس جماعت کے بارے میں یہ تاثر عام کرنے کے لیے ان پر صالحین کی پھبتی کستے ہیں۔ جماعت کے ارکان اور کارکنان کا فرض ہے کہ مخالفین کو یہ موقع نہ دیں کہ وہ عوام اور جماعت کے کارکنان اور ارکان کے درمیان خلیج حائل کر سکیں۔ ظلم کے موجودہ نظام کو تبدیل کرنے کے لیے اللہ کے بعد مسلمان عوام ہی ہمارا سب سے بڑا سہارا ہیں۔ مخالفین کی کوشش ہے کہ مسلمان عوام کو ہم سے دور رکھا جائے اور انھیں یہ تاثر دیا جائے کہ یہ لوگ تو احساس برتری کا شکار ہیں۔ آپ کو کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ صرف اپنے آپ کو ہی صحیح مسلمان سمجھتے ہیں۔ آج کل سیکولر طبقے نے یہ تاثر عام کرنے کے لیے بنیاد پرست (fundamentalist) کی اصطلاح بھی ایجاد کر لی ہے۔ اس طرح سے وہ مسلمانوں کے اندر دین کے لحاظ سے الگ الگ طبقے (categories) پیدا کرنا

چاہتے ہیں۔ اس سازش کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عام مسلمانوں میں گھل مل کر کام کریں۔ ان سے محبت کریں اور انھیں یہ احساس دلائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایمان کی نعمت سے نوازا ہے۔ وہ قیمتی انسان ہیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ اللہ کو کسی عام مسلمان کا کوئی عمل اتنا پسند ہو کہ وہ اسے بلند درجات عطا فرما دے اور جو اپنے آپ کو بڑا برگزیدہ سمجھتا ہو اس کے اعمال کو ضائع کر دے۔ ہر وقت اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہماری نظر اپنی کوتاہیوں پر ہو گی تو ہم کبھی بھی احساس برتری کا شکار نہیں ہوں گے:

نہ تھی اپنی برائیوں پر جو نظر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

اللہ کی طرف دعوت دینے والے کو عجز و انکسار سے کام لینا چاہیے۔ یہی لوگوں کے دلوں تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

کردار کی کشش: تحریک اسلامی آج ایک عظیم مستقبل کی دہلیز پر کھڑی ہے۔ باطل کی ہر قوت اور اللہ سے بے نیاز قیادتوں کا ہر ٹولہ ناکام رہا ہے۔ حالات تبدیلی کا تقاضا کر رہے ہیں لیکن تبدیلی نہ آپ سے آپ آئے گی اور نہ ایسے حالات میں آئے گی کہ اللہ کی طرف بلانے والوں کے کردار اور نمونے میں وہ روشنی اور وہ مقناطیسیت نہ ہو جو اللہ کے نبیوں اور ان کے مخلص پیروکاروں کا طرہ امتیاز رہی ہے۔ یہ بھی اللہ ہی کا قانون ہے کہ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے' برف ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور آگ جلاتی ہے۔ اور یہ بھی سنت الٰہی ہے کہ جب دعوت حق پہنچانے والوں کے قول و فعل سے اس پیغام کی پُرنور شعاعیں پھوٹتی ہیں' جس کی علم برداری کے وہ دعوے دار ہیں' تو پھر تاریکیاں چھٹنے لگتی ہیں' دعوت حق انسانوں کے دلوں میں اترنے لگتی ہے' ہر داعی لوگوں کی توجہ کا مرکز اور محور بن جاتا ہے اور غلبہ حق کی راہ کی ہر مشکل آسان ہونے لگتی ہے۔ سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی پیغام اور رہنمائی ہے اور ہر دور میں اسلام کی طرف بلانے والے اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جب وہ اس اسوہ مبارکہؐ میں رچ بس جائیں اور ان کے اخلاق' ان کے کردار' ان کے معاملات اور ان کے تعلقات اس سانچے میں ڈھل جائیں جو سرور دوعالمؐ نے ان کے لیے تیار کیا اور جو ابد تک تحریک اسلامی کا آئیڈیل اور نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے' آمین!

(یہ تحریر ہدایات کتابچے کی صورت میں دستیاب ہے' ہر کارکن کی ضرورت ہے۔ قیمت: ۵ روپے۔ سیکڑہ پر خصوصی رعایت' منشورات' منصورہ' لاہور - ۵۴۵۷۰)